فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۱۷)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا سورت فلق اور سورت ناس کا نزول اس وقت ہوا، جب نبی کریم ﷺ پر جادو کیا گیا اور بطور علاج نازل ہوئیں، اس اعتبار سے تو یہ سورتیں مدنی ہونی چاہییں؟

جواب: سورت فلق اور سورت ناس مکی ہیں۔ اس پر کوئی معتبر روایت نہیں کہ یہ سورت نبی کریم ﷺ کے جادو کے علاج کے لیے نازل ہوئیں۔ اس بارے میں مروی جمیع روایات ضعیف وغیر ثابت ہیں۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ پر جادو ہوا، تو آپ ﷺ پر سورت فلق اور سورت ناس نازل ہوئیں، آپ ﷺ ان میں سے ایک ایک آیت پڑھتے جاتے تھے اور گرہیں کھلتی جاتی تھیں۔

(طبقات ابن سعد : 198/2)

جھوٹی روایت ہے۔

① عمر بن حفص ابو حفص عبدی بالاتفاق ''ضعیف ومتروک'' ہے۔ اس کی توثیق میں ادنیٰ کلمہ بھی مذکور نہیں۔

② جویبر بن سعید ازدی بھی ''ضعیف ومتروک'' ہے۔

③ ضحاک بن مزاحم کا سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سماع نہیں۔

❀ دلائل النبوۃ للبیہقی (۶/ ۲۴۸) والی سند بھی سخت ضعیف ہے۔

① محمد بن سائب کلبی ''متروک وکذاب'' ہے۔

② ابوصالح باذام مولیٰ ام ہانی ''ضعیف ومختلط'' ہے۔اس کا اعتراف ہے کہ اس نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بعداز اختلاط روایت کیا ہے۔

سوال: آیت کریمہ: ﴿وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنْكُمْ ......﴾ (الحجر: ۲۴) کی تفسیر میں بیان کیا جاتا ہے کہ یہ ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی، جو نماز کی پچھلی صفوں میں ہوتے تھے، تا کہ قریب سے عورتوں کو دیکھ سکیں۔اس کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: یہ روایت سنن ترمذی (۳۱۲۲) میں آتی ہے۔سند ضعیف وغیر ثابت ہے۔ عمرو بن مالک نکری کی حدیث ابوالجوزاء سے غیر محفوظ ہوتی ہے۔

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قَالَ ابْنُ عَدِيٍّ : حَدَّثَ عَنْهُ عَمْرُو بْنُ مَالِكٍ قَدْرَ عَشْرَةِ أَحَادِيثَ غَيْرِ مَحْفُوظَةٍ .

''ابن عدی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابوالجوزاء سے عمرو بن مالک نے تقریباً دس غیر محفوظ احادیث بیان کی ہیں۔''

(تهذيب التّهذيب :336/1)

یہ جرح مفسر ہے، مذکورہ روایت بھی عمرو بن مالک نکری نے اپنے استاذ ابوالجوزاء سے بیان کی ہے، لہٰذا غیر محفوظ ہے۔

سوال: کیا زرد رنگ کا جوتا پہننا باعث فضیلت ہے؟

جواب: زرد رنگ کا جوتا پہننا باعث فضیلت نہیں، اس بارے میں کوئی مرفوع روایت معلوم نہیں، البتہ موقوف مروی ہے، وہ بھی ضعیف وغیر ثابت ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

مَنْ لَبِسَ نَعْلًا صَفْرَاءَ لَمْ يَزَلْ فِي سُرُورٍ مَا دَامَ لَابِسَهَا .

''جس نے زرد رنگ کا جوتا پہنا، وہ تب تک خوش رہے گا، جب تک زرد جوتا پہنے رکھے گا۔''

(معجم ابن الأعرابي : 968، المُعجم الكبير للطّبراني : 10612)

سند باطل ہے۔ابن العذراء کی بیان کردہ روایات کا اعتبار نہیں۔

❁ الضعفاء الکبیر للعقیلی (۳/۴۴۶) میں ابن العذراء کی متابعت فضل بن ربیع نے کی ہے، مگر یہ متابعت مفید نہیں۔

❁ اس کے بارے میں حافظ عقیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُتَابَعُ عَلَيْهِ مِنْ وَجْهٍ يَثْبُتُ .

''کسی ثابت سند سے اس کی حدیث پر متابعت نہیں کی گئی۔''

(الضعفاء الكبير : 445/3)

اس حدیث کو اہل علم نے باطل قرار دیا ہے۔

❁ امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ حَدِيثٌ كِذْبٌ مَوْضُوعٌ .

''یہ حدیث جھوٹی اور گھڑنتل ہے۔''

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''کذب'' کہا ہے۔

(ديوان الضّعفاء :5091)

❁ حافظ سخاوی رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' کہا ہے۔

(الأجوبة المَرضية : 856/2)

تنبیہ:

بعض نے زرد جوتا پہننے سے متعلق سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بھی روایت نقل کی ہے، مگر اس کی سند نہیں مل سکی۔

سوال: کیا کسی روایت میں ہے کہ جو کام بدھ کے روز شروع کیا جائے، وہ ضرور پایہ تکمیل کو پہنچتا ہے؟

جواب: اس معنی کی کسی باسند روایت پر دسترس نہیں ہو سکی۔

سوال: مدینہ میں چالیس نمازیں پڑھنے کی فضیلت میں روایت کا کیا حکم ہے؟

جواب: مدینہ میں مسجد نبوی میں چالیس نمازیں پڑھنے کی فضیلت میں مروی روایت ضعیف و غیر ثابت ہے۔

❁ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَلّى فِي مَسْجِدِي أَرْبَعِينَ صَلَاةً، لَا يَفُوتُهُ صَلَاةٌ، كُتِبَتْ لَهُ بَرَاءَةٌ مِنَ النَّارِ، وَنَجَاةٌ مِنَ الْعَذَابِ، وَبَرِيءَ مِنَ النِّفَاقِ .

''جس نے میری مسجد (مسجد نبوی) میں بہ تسلسل چالیس نمازیں ادا کیں، اس کے لیے جہنم اور عذاب سے بچاؤ کا پروانہ لکھ دیا گیا۔ نیز نفاق سے بھی بری ہو گیا۔''

(مسند الإمام أحمد : ۱۵۵/۳)

سند ضعیف ہے۔ نبیط بن عمر ''مجہول الحال'' ہے۔ اسے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات: ۴۸۳/۵'' میں ذکر کیا ہے۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَمَانٌ لِأُمَّتِي مِنَ الْغَرَقِ إِذَا رَكِبُوا فِي السَّفِينَةِ أَنْ يَقُولُوا : ﴿بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرَاهَا وَمُرْسَاهَا، إِنَّ رَبِّي لَغَفُورٌ رَحِيمٌ﴾(هود : ٤١)، ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهِ﴾(الأنعام:٩١) إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ .

''میری امت کے لیے باعث امان ہوگا، اگر وہ کشتی پر سوار ہوتے ہوئے ان آیات کی تلاوت کریں: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرَاهَا وَمُرْسَاهَا، إِنَّ رَبِّي لَغَفُورٌ رَحِيمٌ﴾(هود :٤١)، ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهِ......﴾ (الأنعام :٩١)''

(عمل اليوم والليلة لابن السّنّي : 500)

(جواب): مذکورہ بالا روایت جھوٹی اور من گھڑت ہے۔

① جبارہ بن مغلس ''متروک وکذاب'' ہے۔

جبارہ بن مغلس کی متابعت سیف بن الحجاج کوفی نے کی ہے، مگر یہ مجہول الحال ہے، اسے صرف ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات:٨/٣٠٠'' میں ذکر کیا ہے۔

② یحییٰ بن العلاء رازی بجلی ''متروک ووضاع'' ہے۔

③ مروان بن سالم غفاری ''متروک ومنکر الحدیث'' ہے۔

④ طلحہ بن عبید اللہ عقیلی ''مجہول'' ہے۔

⑤ طلحہ بن عبید اللہ کا سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے سماع ثابت نہیں۔

❁ اس معنی کی ایک روایت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے۔

(تفسير ابن أبي حاتم : 14072، المعجم الكبير للطّبراني :12661)

یہ سند بھی باطل ہے۔

① نہشل بن سعید ''ضعیف ومتروک'' ہے۔

② ضحاک بن مزاحم کا سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سماع ثابت نہیں۔

سوال: کیا سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی شان تین سو آیات نازل ہوئیں؟

جواب: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں تین سو آیات کا نازل ہونا ثابت نہیں۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

نَزَلَتْ فِي عَلِيٍّ ثَلَاثُمِائَةِ آيَةٍ.

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شان میں تین سو آیات نازل ہوئیں۔''

(تاریخ بغداد للخطیب: 185/7، تاریخ ابن عَساکر: 364/42)

سند سخت ضعیف ہے۔

① جویبر بن سعید ''متروک'' ہے۔

② سلام بن سلیمان مدائنی ''ضعیف'' ہے۔

③ محمد بن جحش مامونی کی توثیق نہیں ملی۔

④ اسماعیل بن محمد بن عبدالرحمٰن مدائنی کی توثیق معلوم نہیں۔

⑤ ضحاک بن مزاحم کا سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سماع نہیں۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے:

مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مَا نَزَّلَ فِي عَلِيٍّ.

''جتنی آیات اللہ تعالیٰ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل کیں، اتنی کسی کی شان میں نازل نہیں کیں۔''

(تاریخ ابن عَساکر: 363/42)

سند سخت ضعیف ہے۔

① حصین بن مخارق ''متروک'' ہے۔

② عمر بن حسن بن علی اشنانی ''ضعیف'' ہے۔

سوال: کیا ملک الموت فرشتے کا نام ''اسماعیل'' ہے؟

جواب: ثابت نہیں، اس بارے میں مروی روایات غیر ثابت ہیں۔

❀ علی بن حسین بن علی رحمہ اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الموت کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ملک الموت کے ساتھ جو فرشتہ آیا، اس کا نام اسماعیل تھا، یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جبریل علیہ السلام نے بتائی۔

(دلائل النُّبوة للبيهقي : 267/7)

جھوٹی روایت ہے۔

① قاسم بن عبداللہ بن عمر بن حفص ''متروک ووضاع'' ہے۔

② علی بن حسین بن علی رحمہ اللہ کی مرسل ہے۔

❀ اسی معنی کی ایک روایت محمد بن علی بن حسین بن علی رحمہ اللہ سے بھی مروی ہے۔

(دلائل النّبوة للبيهقي : 210/7)

یہ سند بھی جھوٹی ہے۔

① حسین بن حمید بن ربیع لخمی ضعیف ہے۔

② عبدالواحد بن سلیمان حارثی کی توثیق نہیں۔

③ ابوسعید احمد بن محمد بن عمرو احمسی مجہول الحال ہے۔

④ سیار بن حاتم کی منکر روایات ہیں۔

⑤ محمد بن علی بن حسین رحمہ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ایک سے زائد واسطے ہیں، لہٰذا سند ''معضل'' (سخت منقطع) ہے۔

تنبیہ:

بعض نے ملک الموت کا نام ''عزائیل'' بھی کہا ہے، مگر کتاب وسنت میں روح قبض کرنے والے فرشتے کو ''ملک الموت'' کہا گیا ہے، اس کا نام ''عزرائیل'' یا ''اسماعیل'' ذکر نہیں کیا، لہٰذا اسے ''ملک الموت'' ہی کہنا چاہیے۔

(سوال): مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا ابواُمامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِي رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ، وَأَمَرَنِي رَبِّي بِمَحْقِ الْمَعَازِفِ وَالْمَزَامِيرِ وَالْأَوْثَانِ وَالصُّلُبِ، وَأَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ وَحَلَفَ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ بِعِزَّتِهِ ؛ لَا يَشْرَبُ عَبْدٌ مِنْ عَبِيدِي جَرْعَةً مِنْ خَمْرٍ، إِلَّا سَقَيْتُهُ مِنَ الصَّدِيدِ مِثْلَهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، مَغْفُورًا لَهُ أَوْ مُعَذَّبًا، وَلَا يَسْقِيهَا صَبِيًّا صَغِيرًا ضَعِيفًا مُسْلِمًا إِلَّا سَقَيْتُهُ مِنَ الصَّدِيدِ مِثْلَهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَغْفُورًا لَهُ، أَوْ مُعَذَّبًا، وَلَا يَتْرُكُهَا مِنْ مَخَافَتِي إِلَّا سَقَيْتُهُ مِنْ حِيَاضِ الْقُدُسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .

''اللہ تعالیٰ نے مجھے سارے جہانوں کے لیے رحمت اور ہدایت بنا کر بھیجا ہے۔ میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آلات موسیقی، بتوں، صلیبوں اور

جاہلی رسم ورواج کو ختم کروں۔ میرے رب نے اپنی عزت کی قسم اٹھا کر فرمایا ہے : میرے بندوں میں سے جو بندہ ایک گھونٹ شراب پئے گا، میں روز قیامت اسے اتنی ہی مقدار میں پیپ پلاؤں گا، خواہ اس کی بخشش ہوگئی ہو یا وہ عذاب میں ہو۔ اور جو شخص چھوٹے بچے یا کمزور مسلمان کو شراب پلائے گا، اسے بھی میں روز قیامت اتنی ہی مقدار میں پیپ پلاؤں گا، خواہ اس کی بخشش ہوئی ہو یا وہ عذاب میں مبتلا ہو۔ جو میرے خوف سے شراب ترک کردے گا، میں روز قیامت اسے پاکیزہ حوض میں سے پلاؤں گا۔''

(مسند الإمام أحمد : 22307، مسند الطّيالسي : 1230)

(جواب): سند ضعیف ہے۔

① علی بن یزید الہانی ضعیف ہے۔

② فرج بن فضالہ ''ضعیف'' ہے۔

❁ بعض سندوں میں فرج بن فضالہ کی متابعت عبید اللہ بن زخر نے کی ہے۔ عبید اللہ بن زحر بھی ضعیف ہے۔

(سوال): حدیث : ''حکمران زمین میں اللہ تعالیٰ کا سایہ ہوتا ہے۔'' کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

(جواب): اس معنی کی کئی روایات ہیں، ان میں سے کوئی بھی پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتی۔

(سوال): کیا وطن کا دفاع ناگزیر ہے؟

(جواب): وطن عزیز پاکستان کسی نعمت سے کم نہیں، اسے اندرونی و بیرونی نقصان سے بچایا جائے۔ اس مملکت خداداد کا دفاع ناگزیر ہے۔ اس کی خاطر کسی قسم کی قربانی سے دریغ

نہ کیا جائے۔ اس کی محبت کا تقاضا ہے کہ اسے ہر قسم کے نقصان سے محفوظ رکھا جائے۔ وطن سے محبت طبعی امر ہے، وطنیت کے فتنے سے بچتے ہوئے جائز حد تک اس سے محبت مشروع ہے۔

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ، فَنَظَرَ إِلٰى جُدُرَاتِ الْمَدِينَةِ، أَوْضَعَ رَاحِلَتَهُ وَإِنْ كَانَ عَلٰى دَابَّةٍ حَرَّكَهَا مِنْ حُبِّهَا .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے واپس آتے اور مدینہ کی دیواروں پر نظر پڑتی، تو مدینہ کی محبت کی وجہ سے سواری (اونٹنی) کو تیز کرتے اور اگر کسی چوپائے (گدھے یا خچر) پر سوار ہوتے، تو اسے دوڑاتے۔''

(صحيح البخاري : 1802، 1886)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

عَلٰى مَشْرُوعِيَّةِ حُبِّ الْوَطَنِ وَالْحَنِينِ إِلَيْهِ .

''(یہ حدیث دلیل ہے کہ) وطن سے محبت اور اس کے لیے تڑپ رکھنا مشروع ہے۔''

(فتح الباري : 621/3)

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ﴾ (الأنفال : 60)

''کفار کے خلاف بقدر استطاعت قوت وطاقت تیار کرو۔''

❁ اس آیت کی تفسیر میں شیخ عبد الرحمٰن بن ناصر سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جس کی بھی تم طاقت رکھتے ہو، مثلاً عقلی و بدنی قوت اور مختلف اقسام کا اسلحہ،

نیز ہر وہ چیز جو کفار کے خلاف مددگار ثابت ہوسکتی ہو۔ اس قوت میں وہ تمام صنعتیں بھی شامل ہیں، جن میں مختلف اقسام کا اسلحہ اور دفاعی ہتھیار تیار ہوتے ہیں۔ اسی طرح مشین گنز، بندوقیں، جنگی جہاز، بری و بحری سواریاں، قلعے، مورچے، خندقیں، دفاعی ہتھیار، سیاسی بصیرت جو مسلمانوں کے لیے ترقی اور دشمن کی شرانگیزیوں سے بچاؤ کا باعث بنے اور تیراندازی، شجاعت و بہادری اور جنگی منصوبندی کی تعلیم حاصل کرنا بھی شامل ہیں۔''

(تفسير السعدي، ص 324)

بنیادی طور پر یہ بات ذہن نشین رہے کہ ہم مسلمان ہیں، پاکستان مسلم ریاست ہے، اس کا دفاع بحیثیت مسلمان صحیح اسلامی عقائد واعمال سے کیا جائے۔ محض ظاہری اسباب پر نظر رکھنا مسلمان کا شیوہ نہیں۔ پاکستان ہم پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہے۔ عقائد واعمال کی خرابی نعمت سے محرومی کا سبب بن سکتی ہے۔ اصل طاقت ایمان ہے، جس سے دشمن مرعوب ہوتا ہے۔ ایک مسلم نوجوان شجاعت و بہادری کا پیکر بنتا ہے۔ اگر عقیدہ وعمل کی دولت نہ ہو، تو کتنے ہی ظاہری اسباب ہوں، دشمن زیر نہیں ہوسکتا۔ ایمان وعمل صالح کے ساتھ ساتھ دشمن سے زیادہ یا کم از کم اس کے برابر طاقت جمع کرنا ضروری ہے۔

نبی کریم ﷺ نے شاہِ روم کو خط لکھا، اسلام کی دعوت دی، خط پڑھا، تو اس کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی، اس کا دل دہل گیا اور مرعوب ہو گیا۔ اس خوف و دبدبے کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ مسلمان اور ان کے قائد محمد رسول اللہ ﷺ میں ایمانی قوت تھی، جس نے میلوں دور شاہِ روم پر رعب طاری کر دیا۔ اُس وقت نبی کریم ﷺ بے سروسامان تھے، نبوت کے ابتدائی ایام تھے، اسلام کسمپرسی کے حالات سے دوچار تھا۔ اسلحہ تو دور کی بات

ہے، سلطنت بھی نہیں تھی۔ چند ساتھی ایمان لائے تھے۔

اس لیے مسلمان کی اصل طاقت ایمان باللہ ہے، نہ کہ ظاہری اسباب۔ یہی وجہ تھی کہ عہد نبوی اور عہد صحابہ میں کئی غزوات لڑے گئے۔ فتوحات ہوئیں، پوری پوری سلطنتیں ہاتھ لگیں، مال غنیمت حاصل ہوا، اسلام کو غلبہ نصیب ہوا، لیکن حیرات کی بات ہے کہ ان سب کے باوجود مسلمانوں کا بہت کم نقصان ہوا۔

غزوہ ہند:

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عِصَابَتَانِ مِنْ أُمَّتِي أَحْرَزَهُمَا اللّٰهُ مِنَ النَّارِ، عِصَابَةٌ تَغْزُو الْهِنْدَ وَعِصَابَةٌ مَعَ عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ.

''میری امت کے دو گروہوں کو اللہ تعالیٰ جہنم سے محفوظ رکھے گا، ایک وہ، جو غزوہ ہند کرے گا اور دوسرا، جو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مل کر (دجال کے خلاف) جہاد کرے گا۔''

(التاريخ الكبير للبخاري: 73/6، الجهاد لابن أبي عاصم: 288، وسندهٗ حسنٌ)

ہند وسیع وعریض رقبہ پر پھیلا ہوا ہے، جس میں بھارت، پاکستان اور افغانستان وغیرہ شامل ہیں۔ جب کبھی بھارت اور پاکستان کے حالات میں کشیدگی آتی ہے، تو یہ حدیث ان حالات پر چسپاں کر دی جاتی ہے۔ یہ حدیث کی معنوی تحریف ہے۔

غزوہ ہند کے حوالے سے شارحین حدیث نے کچھ واضح نہیں کیا، البتہ بعض مؤرخین کا کہنا ہے کہ غزوہ ہند بنوامیہ کے دور میں ہو چکا ہے۔

رہا مسئلہ عیسیٰ علیہ السلام کے جہاد کا، تو وہ قرب قیامت دجال کے خلاف ہوگا۔

اس حدیث میں جن دو غزوات کا ذکر ہے، وہ تلواروں اور نیزوں سے لڑے جائیں گے، نہ کہ توپوں اور ٹینکوں سے۔

❁ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يُرِيهِمْ دَمَهُ فِي حَرْبَتِهِ .

''اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کے نیزے پر دجال کا خون لوگوں کو دکھائے گا۔''

(صحیح مسلم : 2897)

(سوال): کیا یزید نے سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے سر کو چھڑی سے مارا؟

(جواب): اس بارے میں کچھ ثابت نہیں۔

❁ حسن بصری رحمہ اللہ سے مروی ہے:

لَمَّا جِيءَ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ جَعَلَ يَزِيدُ يَطْعَنُ بِالْقَضِيبِ .

''جب سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا سر لایا گیا، تو یزید چھڑی سے مارنے لگا۔''

(البداية والنّهاية لابن كثير :559/11)

سند ضعیف ہے۔

① سالم بن ابی حفصہ ضعیف رافضی ہے۔

(اتّحاف المهرة لابن حجر : 290/8)

② سالم کا حسن بصری رضی اللہ عنہ کا سماع نہیں مل سکا۔

③ حسن بصری رحمہ اللہ اور یزید کی ملاقات پر دلیل معلوم نہیں ہو سکی۔

❁ یہی بات ابو جعفر باقر رحمہ اللہ سے بھی مروی ہے۔

(البداية والنّهاية لابن كثير :559/11)

یہ سند بھی ضعیف ومنقطع ہے۔

① خالد بن یزید بن اسد ضعیف ہے۔

❁ امام ابوحاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِقَوِيٍّ.

''قوی نہیں ہے۔''

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم : 359/3)

❁ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ عِنْدِي ضَعِيفٌ.

''میرے نزدیک یہ ضعیف ہے۔''

(الكامل في ضُعفاء الرجال : 433/3)

② ابوجعفر باقر رحمہ اللہ اس واقعہ کے وقت موجود نہیں تھے، نیز سیدنا ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے سماع کا مسئلہ ہے۔

❁ اسی معنی کی روایت قاسم بن بخیت سے بھی مروی ہے۔

(البداية والنّهاية لابن كثير : 559/11)

جھوٹی سند ہے۔

① ابومخنف لوط بن یحییٰ ''متروک وکذاب'' ہے۔

② ابوحمزہ ثمالی ''ضعیف ومتروک'' ہے۔

③ عبداللہ بن احمد بن جعفر ثمالی کے حالات زندگی نہیں ملے۔

④ قاسم بن بخیت کون ہے؟ معلوم نہیں ہوسکا۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا سر عبید اللہ بن زیاد کے پاس کوفہ میں لایا گیا، یزید کے پاس شام میں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے سر کا پہنچنا ثابت نہیں۔

سوال: روایت: ''جب آپ اُمور میں پریشان ہو جائیں، تو اہل قبور سے مدد لے لیا کریں۔'' کی کیا حیثیت ہے؟

جواب: یہ حدیث نہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولا گیا ہے۔

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ كَلَامٌ مَوْضُوعٌ مَكْذُوبٌ بِاتِّفَاقِ الْعُلَمَاءِ .

''علما کا اتفاق ہے کہ یہ گھڑنتل اور جھوٹا کلام ہے۔''

(اقتضاء الصراط المستقیم : 196/2)

سوال: بعض کہتے ہیں کہ جس کا کوئی مرشد نہ ہو، اس کا مرشد شیطان ہوتا ہے۔ یہ بات کہاں تک درست ہے؟

جواب: مرشد صراط مستقیم کی طرف راہنمائی کرنے والے کو کہتے ہیں۔ علمائے حق سے تعلق رکھنا بہت ضروری ہے۔ اہل علم کے ذریعہ عام لوگ کئی گمراہیوں اور فتنوں سے بچ سکتے ہیں، دوسرے لفظوں میں متقی و پرہیز گار علمائے حق کو مرشد بنانا جائز ہے۔

مگر صوفیا کے ہاں جو مرشد ہوتے ہیں، وہ گمراہ باطنی صوفیا ہیں، ان کا اپنا مرشد شیطان ہوتا ہے، یہ لوگوں کو بدعقیدگی، بے دینی، گمراہی اور بدعملی کی طرف لگاتے ہیں۔ ان کو مرشد ماننا بہت بڑی ضلالت و رسوائی ہے۔

لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ علمائے حق کے ساتھ رہیں، ان سے سیکھیں اور عمل کریں۔ بے دین اور ملحد فکر صوفیا سے بچ کر رہیں، کہ یہ شیطان کے دوست ہیں۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الْجُهَّالُ الَّذِينَ يُحْسِنُونَ الظَّنَّ بِقَوْلِ هٰؤُلَاءِ وَلَا يُفْهِمُونَهُ وَيَعْتَقِدُونَ أَنَّهُ مِنْ جِنْسِ كَلَامِ الْمَشَايِخِ الْعَارِفِينَ الَّذِينَ يَتَكَلَّمُونَ بِكَلَامٍ صَحِيحٍ لَا يَفْهَمُهُ كَثِيرٌ مِنْ النَّاسِ فَهٰؤُلَاءِ تَجِدُ فِيهِمْ إِسْلَامًا وَإِيمَانًا وَمُتَابَعَةً لِلْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ بِحَسَبِ إِيمَانِهِمْ التَّقْلِيدِيِّ وَتَجِدُ فِيهِمْ إِقْرَارًا لِهٰؤُلَاءِ وَإِحْسَانًا لِلظَّنِّ بِهِمْ وَتَسْلِيمًا لَهُمْ بِحَسَبِ جَهْلِهِمْ وَضَلَالِهِمْ؛ وَلَا يُتَصَوَّرُ أَنْ يُثْنِيَ عَلٰى هٰؤُلَاءِ إِلَّا كَافِرٌ مُلْحِدٌ أَوْ جَاهِلٌ ضَالٌّ، وَهٰؤُلَاءِ مِنْ جِنْسِ الْجَهْمِيَّةِ الَّذِينَ يَقُولُونَ : إِنَّ اللّٰهَ بِذَاتِهِ حَالٌّ فِي كُلِّ مَكَانٍ وَلٰكِنَّ أَهْلَ وَحْدَةِ الْوُجُودِ : حَقَّقُوا هٰذَا الْمَذْهَبَ أَعْظَمَ مِنْ تَحْقِيقِ غَيْرِهِمْ مِنْ الْجَهْمِيَّةِ .

’’کچھ جاہل ایسے ہیں، جو ان (باطنی صوفیا) کے اقوال کے متعلق حسن ظن رکھتے ہیں اور ان (کی حقیقت) کو نہیں سمجھتے۔ کہتے ہیں کہ یہ ان عارف باللہ مشائخ کے کلام کی جنس میں سے ہے، کہ جو صحیح کلام کرتے ہیں، مگر اکثر لوگ ان کو سمجھ نہیں سکتے۔ ان لوگوں میں آپ دیکھیں گے کہ یہ اسلام، ایمان، کتاب وسنت کا اتباع تقلیدی ایمان کے مطابق کرتے ہیں۔ یہ ان صوفیا کا اقرار کرتے ہیں اور ان کے متعلق حسن ظن رکھتے ہیں، اپنی جہالت وضلالت کی وجہ سے ان کو تسلیم کرتے ہیں۔ ان کی تعریف کافر ملحد یا جاہل گمراہ ہی کر سکتا ہے۔

یہ لوگ ان جہمیہ کی جنس ہیں، جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے اعتبار سے ہر جگہ حلول کیے ہوئے ہے۔ مگر جہمیہ وغیرہ سے زیادہ، وحدۃ الوجود کے قائلین اس مذہب کو حق سمجھتے ہیں۔''

(مجموع الفتاوی: 367/2)

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كَمَا تَكُونُوا يُوَلّٰى عَلَيْكُمْ .

''جیسے تم، ویسے تمہارے حکمران ہوں گے۔''

(معجم الشّیوخ لابن جمیع، ص 149، مسند الشهاب للقضاعي : 577، الطّیوریات لابن طاهر : 1318)

جواب: سند ضعیف ہے۔

① حسن بصری کا عنعنہ ہے۔

② مبارک بن فضالہ کا عنعنہ ہے۔

③ کرمانی بن عمرو ''مجہول الحال'' ہے، اسے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات: ۹/ ۲۹'' میں ذکر کیا ہے۔

❀ حافظ سخاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِي سَنَدِهٖ إِلٰي مُبَارَكٍ مَجَاهِيلُ .

''سند میں مبارک بن فضالہ تک مجہول راوی ہیں۔''

(الكشاف المَقاصد الحسنة، ص 520)

❁ ابواسحاق سبیعی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

كَمَا تَكُونُوا كَذٰلِكَ يُؤَمَّرُ عَلَيْكُمْ.

''جیسے تم، ویسا تم پر حکمران مسلط ہوگا۔''

(شعب الإيمان للبيهقي : 7006)

سند ضعیف و مرسل ہے۔

① یحییٰ بن ہاشم سمسار ''متروک ووضاع'' ہے۔

② ابواسحاق سبیعی کی مرسل ہے۔

❁ کعب احبار رحمہ اللہ کا قول ہے:

إِنَّ لِكُلِّ زَمَانٍ مَلِكًا يَبْعَثُهُ اللّٰهُ عَلٰى نَحْوِ قُلُوبِ أَهْلِهٖ، فَإِذَا أَرَادَ صَلَاحَهُمْ بَعَثَ عَلَيْهِمْ مُصْلِحًا، وَإِذَا أَرَادَ هَلَكَتَهُمْ بَعَثَ فِيهِمْ مُتْرَفِيهِمْ.

''ہر زمانہ کا بادشاہ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اسی طرح کا حکمران بھیجتا ہے، جس طرح کے لوگوں کے دل ہوتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ لوگوں کی بھلائی کا ارادہ کرتا ہے، تو ان پر مصلح کو حکمران بنا دیتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ لوگوں کی ہلاکت کا ارادہ کرتا ہے، تو ان پر ظالم کو حکمران بنا دیتا ہے۔''

(حلية الأولياء لأبي نعيم : 30/6، شعب الإيمان للبيهقي : 7004)

سند ضعیف ہے۔ سمیط سدوسی کا کعب احبار رحمہ اللہ سے سماع نہیں۔

❁ امام عجلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يَسْمَعْ مِنْ كَعْبٍ.

”سمیط نے کعب احبار سے سماع نہیں کیا۔“

(الثقات : 625)

❁ حسن بصری رحمہ اللہ سے مروی ہے:

إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ، سَأَلُوا مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالُوا : سَلْ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا عَلَمَ رِضَاهُ عَنَّا وَعَلَمَ سَخَطِهِ؟ فَسَأَلَهُ فَقَالَ : يَا مُوسٰى، أَبْلِغْهُمْ أَنَّ رِضَايَ عَنْهُمْ أَنْ أَسْتَعْمِلَ عَلَيْهِمْ خِيَارَهُمْ وَأَنَّ سُخْطِيَ عَلَيْهِمْ أَنْ أَسْتَعْمِلَ عَلَيْهِمْ شِرَارَهُمْ .

”بنی اسرائیل نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا کہ آپ رب تعالیٰ سے پوچھ دیں کہ اس کے راضی ہونے یا ناراض ہونے کی کیا نشانی ہے؟ تو موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا، تو اللہ نے فرمایا: اے موسیٰ! لوگوں کو بتا دیں کہ میری لوگوں سے راضی ہونے کی نشانی یہ ہے کہ میں ان پر اچھے انسان کو حکمران بناتا ہوں اور میری ناراضی کی علامت یہ ہے کہ میں ان پر برے ترین آدمی کو حکمران بنا دیتا ہوں۔“

(شعب الإيمان للبيهقي : 7003)

سند سخت ضعیف ہے۔

① نہشل بن سعید وردانی ”متروک“ ہے۔

② اسماعیل بن یحییٰ بن حازم سلمی کی توثیق نہیں ملی۔

③ یہ اسرائیلی روایت ہے، جو کہ مستند ذریعہ ہے۔

❁ تہذیب الآثار [مسند عمر] للطبری (۱۳۲۶) والی سند یونس بن عبید عبدی

کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تنبیہ:

أَعْمَالُكُمْ عُمَّالُكُمْ ''تمہارے اعمال ہی تمہارے حکمران ہیں۔'' یہ حدیث نہیں ہے۔

❁ منصور بن ابی الاسود رحمہ اللہ کہتے ہیں:

سَأَلْتُ الْأَعْمَشَ عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی : ﴿وَكَذٰلِكَ نُوَلِّي بَعْضَ الظَّالِمِينَ بَعْضًا بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾(الأنعام : ١٢٩) مَا سَمِعْتَهُمْ يَقُولُونَ فِيهِ؟ قَالَ : سَمِعْتُهُمْ يَقُولُونَ : إِذَا فَسَدَ النَّاسُ أُمِّرَ عَلَيْهِمْ شِرَارُهُمْ .

''میں نے امام سلیمان بن مہران اعمش رحمہ اللہ سورت انعام (۱۲۹) کی بابت پوچھا کہ آپ نے اسلاف کو اس کی تفسیر میں کیا فرماتے ہوئے سنا۔ کہنے لگے: میں نے انہیں فرماتے ہوئے سنا کہ جب لوگ (عقیدہ وعمل میں) فساد کا شکار ہو جائیں، تو ان پر برا حکمران مسلط کر دیا جاتا ہے۔''

(حلية الأولياء لأبي نعيم : 50/5، وسندهٗ حسنٌ)